تحریر مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اور ——— لسانِ وحی

تاجدارِ خلافت محرم اسرارِ نبوت یارِ غار رسول رفیق ہجرت اول من اسلم فی الرجال امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار۔ ترمذی وازالۃ الخفاء۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا تم میرے ساتھی ہو حوض (کوثر) پر اور میرے ساتھی ہو غار میں۔

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ چار خصائص ہیں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرامؓ سے ممتاز ہیں۔ آپ کو صدیق کے ساتھ ملقب کیا گیا۔ آپ کے سوا کسی کے لیے یہ لقب استعمال نہیں کیا گیا۔ آپؓ حضورؐ کے یارِ غار ہیں۔ ہجرت میں آپ کا ساتھی ہیں اور دوسرے صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں آپ کو حضورؐ نے مامور بالصلوٰۃ فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء)

ایں خانہ ہمہ آفتاب است کے مصداق آپ کے گھر کے تمام افراد اسلام اور صحبت رسول سے مشرف ہوئے تھے یہ عظیم شرف واکرام صرف آپ ہی کے لئے لوحِ تقدیر پر لکھا گیا تھا۔ جرعہ نوشانِ قلزم معرفت اور گردونِ نبوت کے نجومِ ہدایت اس تمغہ امتیاز پر رشک کنندہ تھے۔

آپ کے مناقب بکثرت ہیں صحاح ستہ اور دوسرے کتب حدیث میں آپ کی منقبت میں بہت سے احادیث مذکور ہیں۔ جن پر علماء نے مستقل تصانیف لکھے ہیں۔ ہم یہاں پر چند وہ آیاتِ قرآنی ذکر کرتے ہیں جو آپ کی شانِ صدیقیت اور مدح کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے۔

۱۔ اِلّا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ — اگر تم مدد نہ کرو گے رسول کی تو اس کی مدد کی ہے

الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا
سورہ توبہ پ۱۰

اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے کہ وہ دوسرا تھا دو میں کا جب وہ دونوں تھے غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

ثانی اثنین سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں جیسا کہ حدیث مذکورالصدر میں حضور فرماتے ہیں وصاحبی فی الغار کفر زار مکہ میں جب اللہ کے مٹھی بھر نام لیوا توحیدی نفوس پہ زندگی اجیرن ہوگئی۔ وحشی مزاج اور درندہ صفت مشرکین کی ایذا رسانیوں اور فتنہ سامانیوں نے نیا رُخ اختیار کیا تو صحابہ کرام میں سے چند افراد نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ کفار کی ستم رانیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تنگ آ چکے تھے۔ لیکن آپ اللہ کی طرف سے اذن کے منتظر تھے۔ جب اللہ کی طرف سے آپ کو حکم ملا تو آپ نے یثرب کی جانب ہجرت کے لئے رختِ سفر باندھا۔ دورانِ ہجرت آپ کا رفیقِ سفر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق تھے ع

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "مجھے دل سے یہ بات پسند ہے کہ میری زندگی کے سارے اعمال کا مجموعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک دن اور ایک رات کے برابر ہو جائے۔ رات تو وہ جس میں ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف چلے گئے تھے۔ اور غار پہ پہنچ کر عرض کیا تھا۔ آپ کو خدا کی قسم آپ پہلے اندر نہ جائیں۔ میں اول اندر داخل ہو جاؤں۔ اگر کچھ ہو گا تو مجھے دکھ پہنچائے گا۔ آپ محفوظ رہیں گے۔ اور دن وہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ تو عرب مرتد ہو گئے۔ اور کہنے لگے ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا۔ اگر یہ لوگ اونٹ کی ٹانگ میں باندھنے کی ایک رسی بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے انکار کریں گے تو اس رسی کے لئے ان سے جہاد کروں گا۔

میں نے عرض کیا۔ اے خلیفۂ رسول ﷺ لوگوں کو ملائے رکھئے۔ اور ان سے نرمی کا سلوک کیجئے۔ فرمایا۔ کیا تم جاہلیت میں تو بڑے قوی تھے اور اسلام میں آکر بزدل ہو گئے۔ وحی بند ہوگئی۔ دین کامل ہو گیا۔ کیا میرے جیتے جی دین میں کمی ہو سکتی ہے۔

اس آیت میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کی صحبتِ رسول کی شہادت قرآن نے دی جو کہ آپ ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔ کتب فقہ وافتاء اور کلام وعقائد میں مذکور ہے کہ آپ کی صحابیت کا انکار کفر ہے اس لئے کہ یہ نص قرآنی سے انحراف ہے۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں حسن بن فضل کا قول نقل کیا ہے فرماتے ہیں۔ "اگر کوئی ابوبکر صدیق کو رسول اللہ کا صحابی نہ کہے تو وہ کافر ہے قرآنی صراحت کا انکار کرتا ہے"

فانزل اللّٰہ سکینتہ علیہ — پھر اللہ نے اتاری اس پر تسکین۔

حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے علیہ کی ضمیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے۔

قال علی ابی بکر یعنی حضرت ابوبکر صدیق پر۔ تاریخ الخلفاء صد ۳۳

اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں۔

ابن ابی حاتم، ابوالشیخ ابن مردویہ، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے۔ کہ علیہ کی ضمیر حضرت صدیق اکبر کی طرف راجع ہے۔ یعنی اللہ نے اپنا اطمینان حضرت ابوبکر صدیق پر نازل فرمایا جس کی صورت یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غم نہ کرو بلاشبہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اس قول سے ابوبکر صدیق کے دل میں اطمینان پیدا ہوا" حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال کنت مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الغار فرایت آثار المشرکین قلت یا رسول اللّٰہ لو ان احدھم رفع راسہ رآنا قال ما ظنک باثنین اللّٰہ ثالثھما

بخاری جلد ۳ صد ۶۷۳ کتاب التفسیر

مجھ سے ابوبکر نے بیان کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھا۔ تو میں نے مشرکین کے آثار دیکھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ۔ اگر ان میں سے ایک نے سر اٹھایا تو ہمیں دیکھے گا۔ آپ نے فرمایا۔ آپ کا دو کے بارے میں کیا خیال ہے۔ اللہ تیسرا ہے دو کا۔

اس تسکین منجانب اللہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد تادم واپسین آپ پر کبھی ہیبت طاری نہ ہوئی۔ عظیم مہمات آپ بڑے صبر و تحمل سے انجام دیتے۔ اور پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کا واقعہ فاجعہ پیش آیا وہ یوم صحابہ کرامؓ پر یوم التغابن سے کم نہ تھا۔ شمع رسالت کے پروانے سراسیمگی اور وارفتگی کے عالم میں حیران و ششدر پھر رہے تھے۔ کسی کا اپنی کانوں پر یقین نہ آتا تھا۔ ایک کہرام مچ گیا تھا۔ ہر شخص مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا تھا مسجد نبوی کے باہر صحابہ کرامؓ کا جم غفیر تھا۔ چہروں پر یاس قنوطیت غم واندوہ کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وصال کے وقت مقام سنح میں تھے۔ جب واپس تشریف لائے تو گھوڑے سے اترے۔ پھر مسجد میں داخل ہوئے۔ کسی کے ساتھ باتیں کئے بغیر حضرت عائشہ کے مکان میں تشریف لے گئے۔ رشک قمر چہرۂ انور سے چادر اٹھایا۔ اور پیشانی مبارک کو بوسہ دیا۔ پھر رونے لگے۔ فرمایا

بابی انت وامی یا نبی اللّٰہ لا یجمع اللّٰہ علیک موتتین اما الموتۃ التی کتب اللّٰہ علیک فقد ذقتھا ثم لن تصیبک بعدہ موتۃ ابداً

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے اللہ کے نبی خدا کی قسم آپ پر دو موتیں جمع نہ ہوں گی۔ وہ موت جو آپ کے لئے مقدر تھی۔ اس کا مزہ چکھ چکے اب اس کے بعد پھر کبھی موت نہ آئے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب باہر تشریف لائے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (صدمہ ہجر یار سے نڈھال ہو کر شمشیر بے نیام ہاتھ میں لئے عالم وارفتگی) میں لوگوں سے مخاطب تھے (اور قسم کھا کر فرما رہے تھے کہ اگر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا ذکر کیا تو میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا) صدیق اکبرؓ نے عمرؓ سے فرمایا کہ آپ بیٹھ جائیں۔ وہشت و حزن کی وجہ سے آپ حواس باختہ ہو گئے تھے۔ آپ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ لوگوں نے حضرت عمر کو چھوڑا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق کی جانب متوجہ ہوئے۔ اس داعیہ عظیمہ کے موقع پر آپ نے جس جرأت مندی اور بلند ہمتی کا مظاہرہ کیا وہ صرف انزل اللہ سکینتہ علیہ کا اثر تھا۔ آپ نے غم و اندوہ کے بحر بیکراں میں ڈوبے ہوئے اصحاب رسول کو یوں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

اما بعد فمن كان يعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن كان يعبد الله فان الله حي لا يموت قال الله تعالى وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ۔ الاية والله لكان الناس لم يكونوا يعلمون ان الله انزل حتى تلاها ابوبكر فتلقاها منه الناس فما يسمع بشر الا يتلوها ۔

بخاری۔ کتاب الجنائز

جو شخص محمدؐ کو پوجتا تھا تو بے شک محمدؐ مر گئے اور جو شخص خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو بیشک وہ زندہ ہے اور کبھی نہ مرے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں محمد نہیں سوائے رسول کے اس سے پہلے بہت رسول گزر چکے ہیں (حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں خدا کی قسم ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کی تلاوت سے پہلے نازل ہی نہ ہوئی تھی۔ لوگوں نے آپ سے اس آیت کو اس طرح یاد کیا۔ کہ جس شخص کو دیکھو اس کی تلاوت میں مشغول تھا۔

آپ کی تقریر دلپذیر سے پژمردہ دلوں میں جان آئی۔ اور تھوڑے وقفہ کے لئے غم کا بوجھ ہلکا ہوا۔ خلافت کے دوران اندرون ملک ایک طرف فتنہ ارتداد نے سر اٹھایا۔ اور دوسری طرف مانعین زکوٰۃ نے یورشیں برپا کیں۔ مسیلمہ کذاب اپنی تمام تر حشر سامانیوں اور جاہ و جلال کے ساتھ مقابلے پر اتر آیا۔ ان تمام فتنوں کی آپ نے بڑی متانت و سنجیدگی وقار و اطمینان سے سرکوبی کی۔ جن کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزر چکا۔

۲۔ منعم علیہم کی تفسیر میں جناب باری نے آپ کو انبیا کے ساتھ متصل ذکر فرمایا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين و

اور جو کوئی فرماں برداری کرے اللہ کے اور رسو[ل] تو ایسے لوگ ہوں گے ساتھ میں ان کے جن پر انعا[م]

والصدیقین والشہداء والصالحین (سورہ نساء پ۵)

ہے اللہ نے جن پر انعام کیا ہے یعنی صدیقوں اور شہیدوں اور پرہیزگاروں کے۔

جیسا کہ اوپر گذر چکا امام شعبی کا قول کہ امت میں کسی کو صدیق کا لقب نہیں دیا گیا ہے سوائے حضرت ابوبکر صدیق کے۔ صاحب تفسیر مواہب الرحمٰن فرماتے ہیں "نبیین سے خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقین سے خاص حضرت ابوبکر صدیق مراد لیا۔ اور تحقیق یہ ہے کہ ہمیشہ ہر زمانہ میں جو پیغمبر ہوا اس کی امت میں صدیقین ہوتے ہیں۔ اور جیسے انبیاء علیہم السلام میں مراتب ہیں۔ اس طرح صدیقین میں مراتب ہیں۔ اور سب سے افضل انبیاء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو سب صدیقین سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ اس لئے بعض تخصیص سے تفسیر کی۔ مشہور مفسر قرآن علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر الجامع الاحکام القرآن میں آیت مذکورہ کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

واجمع المسلمون علی تسمیۃ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صدیقاً کما اجمعوا علی تسمیۃ محمد علیہ السلام رسولاً۔

امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق صدیق سے مسمی ہیں جیسا کہ ان کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت رسول سے موسوم ہیں۔

الجامع الاحکام القرآن ج ۵ ص ۲۷۳

۳۔ سورۃ واللیل میں ارشاد قدسی ہے۔

ان سعیکم لشتی۔ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری

پ ۳۰

یقیناً تمہاری کوشش مختلف قسم کی ہے تو جو شخص دیتا رہے گا اور ڈرتا رہے گا۔ اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا تو ہم بھی اس کے لئے آسانی پیدا کریں گے۔

حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں اور علامہ واحدی نے اسباب النزول میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ روایت نقل کیا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلالؓ کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے دس اوقیہ (چار سو درہم) اور ایک چادر کے عوض خرید کر اللہ کے واسطے آزاد کر دیا۔ تو اللہ جل شانہٗ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے مکے میں لوگوں کو اسلام لانے پر آزاد کیا کرتے تھے جتنی کہ بڑھیا عورتوں کو خرید کر آزاد کیا کرتے تھے۔ اس پر ایک مرتبہ ان کے والد ابو قحافہ جو کہ اب تک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے، نے کہا۔ کہ بیٹا تم جوان کمزور ہستیوں کو آزاد کرتے ہو اس سے یہ اچھا ہے کہ تم نوجوان طاقت والوں کو آزاد کراؤ تاکہ وقت پر وہ تمہارے کام آئیں۔ تمہاری مدد کریں۔ اور دشمنوں سے لڑیں۔ تو سیدنا صدیق اکبرؓ نے جواب دیا کہ اباجی میرا ارادہ دنیوی فائدے کا نہیں۔

میں تو چاہتا ہوں جو اللہ کے یہاں ہے۔ راوی کہتا ہے کہ مجھ سے میرے گھر والوں میں سے بعض نے کہا کہ یہ آیت فاما من اعطی اس بارے میں نازل ہوئی۔ اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات مسلمانوں کو آزاد فرمایا جن کو کفار طرح طرح کی اذیتیں دیتے تھے اس پر اللہ نے آیات مذکورہ نازل فرمائیں۔

۴۔ وسیجنبھا الاتقیٰ — اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو پرہیز گار ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اتقیٰ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔
تفسیر قرطبی ج ۲۰ ص ۸۸ و تاریخ الخلفاء۔

علامہ ابن کثیر اور علامہ واحدی نے بھی یہی معنی مختار کیا ہے۔

۵۔ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزیٰ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ — کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ اس کا بدلہ دیا جا رہا ہو۔ بلکہ صرف پروردگار بزرگ و بلند کی رضا مطلوب ہوتی ہے۔

یہ آیت بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جلالت شان عند اللہ پر دلالت کرتی ہے۔ تفسیر ابن کثیر، تفسیر قرطبی، تفسیر مظہری، تفسیر مواہب الرحمٰن اور اسباب النزول میں بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ تفسیر مظہری و قرطبی میں اس روایت کو ان آیات کی شان نزول میں بیان کیا گیا ہے۔

سعید بن المسیب تابعی کبیر نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر سے بلال کا دکھ بیان کیا اور حضرت صدیق وہاں گئے اور امیہ بن خلف سے گفتگو ہوئی۔ ابوبکر نے اس کو فرمایا۔ تو اس کو فروخت کرتا ہے وہ راضی ہوگیا مگر اس شرط پر کہ آپ اس کے بدلے میں اپنا غلام قسطاس مع مال کے دیجئے۔

قسطاس حضرت ابوبکر صدیق کا غلام تھا۔ دس ہزار نقد لونڈی غلام اور جانور رکھتا تھا۔ وہ مشرک تھا۔ حضرت ابوبکر نے اس سے پہلے بارہا قسطاس کو اسلام پر آمادہ کیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ جو مال تیرے پاس ہے وہ بھی تجھے دیدوں گا۔ اگر تو دین حق قبول کرے۔ اس نے انکار کیا (حضرت ابوبکر صدیق نے اس کا یہ شرط جو کہ اس کے نزدیک محال تھا قبول کر لیا) اور اس کو بلال رضی اللہ عنہ کے بدلے فروخت کیا۔ تو مشرکوں نے یہ بات مشہور کی کہ حضرت بلال کا حضرت ابوبکر صدیق پر کچھ احسان تھا (اس کے بدلے اس نے اس کو خرید لیا اور آزاد کر دیا) اس پر یہ آیتیں اللہ نے نازل فرمائیں۔

حافظ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے لے کر آخر تک یہ آیتیں مدحت صدیقی کی آئینہ دار ہیں اور حافظ ابن کثیر یوں گوہر افشانی کرتے ہیں "اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیتیں ابوبکر صدیق کے بارے میں اتری ہیں

یہاں تک کہ بعض مفسرین نے اس پر اجماع نقل کیا ہے ان تمام اوصاف میں اور کل کی کل نیکیوں میں سب سے پہلے اور سب سے آگے اور سب سے بڑھے چڑھے آپ ہی تھے۔ آپ پرہیزگار تھے۔ صدیق تھے سخی تھے اپنے اموال کو اپنے مولا کی اطاعت میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد میں دل کھول کر خرچ کر دیتے تھے۔"

تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۶۰۔ اردو

یہی وجہ ہے کہ بارگاہِ نبوی سے ارشاد ہوا۔

ما نفعنی مالُ احدٍ قطُّ ما نفعنی مال ابی بکر یعنی ابوبکر کے مال سے زیادہ کوئی مال میرے لئے مفید نہ ہوا۔ بخاری جلد ا کتاب المناقب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں۔ اور ہمارے سردار (بلالؓ) کو آزاد کر دیا۔

خلیفہ رابع اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ حضرت ابوبکر صدیق پر رحم کرے اپنی بیٹی (ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کا عقدِ نکاح مجھ سے کیا۔ مجھ کو دارِ ہجرت لے گیا یعنی دورانِ ہجرت میرا رفیق سفر تھا۔ اور حضرت بلال کو اپنے مال سے آزاد کر دیا۔

۶۔ ۶ھ میں غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے دوران افک کا جگر سوز اور دلخراش واقعہ پیش آیا۔ منافقین فتنہ پردازی کے لئے ہر وقت تاک میں رہتے۔ انہوں نے اس واقعہ ہائلہ کو غیر معمولی شہرت دی اور نہایت گھٹیا انداز میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دامنِ عصمت کو داغدار بنانے کی سعی نامسعود کی۔ بظاہر یہ بہت دل آزار اور خونچکاں واقعہ تھا۔ لیکن باطنہ فیہ الرحمہ وظاہرہ من قبلہ العذاب کے مصداق اس میں اللہ تعالیٰ کی عظیم حکمت پوشیدہ تھی۔ یہی واقعہ سورہ نور کے نزول کا سبب بنا۔ منافقین کی غلط پروپیگنڈے سے بعض مسلمانوں کی دلوں میں بھی شبہات پیدا ہوئے۔ چنانچہ شاہ معین الدین احمد ندوی صاحب رقم طراز ہیں۔

چنانچہ انہوں نے بھی اس افترا میں منافقین کی تائید کی۔ سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ تھا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق کا پروردہ نعمت اور عزیز مسطح بن اثاثہ جس کے وہ اب تک متکفل تھے۔ اس سازش میں افترا پردازوں کا ہم آہنگ تھا۔ عزت و آبرو انسان کو سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ اسی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق کے لئے نہایت روح فرسا آزمائش تھی۔ لیکن خدائے پاک نے بہت جلد اس سے نجات دے دی۔ اور وحی الٰہی نے اس شرمناک بہتان کی اس طرح قلعی کھول دی۔

ان الذین جآءو بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم الایۃ	جن لوگوں نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی وہ تمہاری جماعت میں سے ہیں۔ اس کو تم اپنے لئے شر نہ سمجھو

سورہ نور پ ۱۸ — بلکہ وہ تمہارے لئے خیر ہے۔

حضرت ابوبکر اس برأت کے بعد مسطح بن اثاثہ کی کفالت سے دست بردار ہو گئے۔ فرمایا خدا کی قسم اس فتنہ پردازی کے بعد اس کی کفالت نہیں کر سکتا۔ لیکن جب یہ آیتیں نازل ہوئیں

ولا یأتل اولوالفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربیٰ والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور الرحیم۔ — تم میں بڑے اور صاحب مقدرت لوگ رشتہ داروں مساکین اور مہاجرین کو مدد نہ دینے کی قسم کھائیں اور چاہئے کہ (ان کے قصور) معاف کریں اور ان سے درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخش دے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔

سورۂ نور

تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھے بخش دے اور قسم کھائی کہ میں ہمیشہ اس کا کفیل رہوں گا۔ خلفائے راشدین صہ ۳۲

۷۔ صدیقی انفاق فی سبیل اللہ اور قرآنی اعزاز ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فرماتے ہیں

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا — تم میں وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خدا کی راہ میں خرچ کیا اور وہ دوسرے مسلمانوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یہ ان لوگوں سے درجہ میں بڑے ہیں۔ جنہوں نے بعد فتح مکہ خرچ کیا اور لڑے۔

سورۃ حدید پ ۲۷

علامہ واحدی بروایت کلبی فرماتے ہیں

ان ھذہ الآیۃ نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ — یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

اسباب النزول صہ ۳۰۳

۸۔ محبوب محبوب خدا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسرار نبوت کے امین تھے۔ دربار رسالت میں آپ کو خصوصی اثر و رسوخ حاصل تھا۔ رفیق ان غار اکثر تنہائی میں اہم امور کے متعلق سرگوشیاں کرتے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات رات بھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مسلمانوں کے معاملات میں مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ خلفائے راشدین صہ ۷۱

اللہ کی جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے۔

وشاورھم فی الامر پ ۴ آل عمران — ان سے مشورہ سے کام لیں

حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء بحوالہ حاکم حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے قال نزلت فی ابی بکر

وعمرؓ اسی طرح حافظ ابن کثیر نے بحوالہ بالا یہی روایت نقل کی ہے۔ علاوہ ازیں کلبی کی روایت بھی نقل کی ہے

عن ابن عباس قال نزلت فی ابی بکر وعمر وکانا حواریی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووزیریہ وابوی مسلمین

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ دونوں حضرات حضورؐ کے خاص صحابی اور مسلمانوں کے مربّی تھے۔

مشہور مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسی بغدادی نے بحوالہ امام احمد (عبدالرحمن بن غنم سے) یہ روایت نقل کی ہے۔

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمرین رضی اللہ عنہما لو اجتمعتما علی مشورۃ ما خالفتکما

حضورؐ نے حضرات شیخین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ تو میں اس کے خلاف نہ کروں (حافظ ابن کثیر نے بھی یہی روایت بسند امام احمد ذکر کی ہے۔

اس کے بعد علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

خبر عدم مخالفتہما لو اجتمعتا علی الاشارۃ الی رفعۃ قدرہما وعلو شانہما وان اجتماعہما علی امر لا یکون الا موافقا لما عند اللہ

روح المعانی ج ۴

حضرات شیخین کے رائے سے عدم مخالفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جلالت شان اور علو مرتبت کی دلیل ہے کیونکہ ان کا اجتماع کسی چیز پر اللہ کے حکم کے موافق ہوتا ہے۔

اگر آپ کو کوئی اہم کام پیش آتا۔ یا خلافت کے امور میں کسی مہم کی ضرورت ہوتی تو آپ اجلّہ صحابہ کرام اور دیگر اصحاب رائے سے مشورہ لیتے۔ چنانچہ ابن سعد کی روایت ہے۔

ان ابا بکر صدیق کان اذا نزل بہ امر یرید فیہ مشاورۃ اہل الرائے واہل الفقہ ودعا رجالاً من المہاجرین والانصار دعا عمر وعثمان وعلیاً وعبد الرحمان بن عوف ومعاذ بن جبل وابی بن کعب وزید بن ثابت کل ہؤلاء یفتی فی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ

جب کوئی امر پیش آتا تھا تو حضرت صدیق اہل الرائے و فقہائے صحابہ سے مشورہ لیتے تھے اور مہاجرین و انصار میں سے چند ممتاز لوگ یعنی حضرت عمر عثمان علی عبدالرحمن بن عوف معاذ بن جبل ابی بن کعب اور زید بن ثابت کو بلاتے تھے یہ سب حضرات حضرت ابوبکر صدیق کے عہد خلافت میں فتوے دیتے تھے۔

طبقات ابن سعد بحوالہ خلفائے راشدین صد ۵۷

شاہ معین احمد ندوی صاحب لکھتے ہیں۔ دارمی میں ہے۔

کان ابوبکر اذا ورد علیہ الخصم نظر فی کتاب اللہ فان وجد فیہ ما یقضی بینھم قضٰی بہ وان لم یکن فی الکتاب وعلم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذالک الامر سنۃ قضٰی بہ فان اعیاہ خرج فسأل المسلمین۔

حضرت ابوبکر کی عدالت میں جب کوئی مقدمہ پیش آتا تو پہلے قرآن کی طرف رجوع کرتے۔ اگر امر متنازعہ فیہ کے متعلق اس میں کوئی حکم ہوتا تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے ورنہ سنتِ رسول کی طرف رجوع کرتے اور جب اس سے بھی مطلب برآری نہ ہوتی تو مسلمانوں سے سوال کرتے۔ خلفائے راشدین صہ ۸۰

۹۔ جب یہ آیت ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی نازل ہوئی تو حضرت مجاہد فرماتے ہیں۔

قال ابوبکر رضی اللہ عنہ ما اعطاک اللہ تعالٰی من خیر الا اشرکنا فیہ فنزلت ھو الذی یصلی علیکم وملٰئکتہ

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا اللہ تعالٰی نے ہر خیر میں ہم کو آپ کے ساتھ شریک کیا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ہو الذی یصلی علیکم۔ تاریخ الخلفا و اسباب النزول

۱۰۔ ولمن خاف مقام ربہ جنتان
پ ۲۷ سورہ رحمٰن

اور جو کوئی اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو جنت ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں اور حافظ جلال الدین سیوطی بروایت ابن شوذب فرماتے ہیں کہ

نزلت فی ابی بکر رضی اللہ عنہ — یہ آیت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

والاکثر علٰی ما روی عن ابن زبیر وابن شوذب نزلت فی ابی بکر رضی اللہ عنہ

ابن زبیر اور ابن شوذب کی روایت کے مطابق یہ آیت ابوبکر صدیق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اس کے بعد آپ نے عطا خراسانی سے روایت نقل کی ہے۔

عن عطاء ان ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ ذکر یوما وفکر فی القیامۃ والموازین والجنۃ والنار وصفوف الملٰئکۃ وطی السمٰوٰت ونسف الجبال وتکویر الشمس وانتثار الکواکب فقال وددت انی کنت خضرًا من ھذہ الخضر تاتی علی بھیمۃ فتاکلنی وانی لم اخلق فنزلت ولمن خاف مقام ربہ جنتان　روح المعانی ج ۲۷

حضرت عطا خراسانی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق یوم قیامت میزان جنت جہنم ملائکہ کی صفوں آسمانوں کے لپیٹنے پہاڑوں کی اڑا دئے جانے سورج کے بے نور ہو جانے ستاروں کی جھڑ جانے کے بارے میں فکر مند تھے۔ پھر فرمایا مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں سبز چارہ ہوتا اور جانور مجھے کھا جاتے اور میں پیدا ہی نہ ہوتا۔ تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ولمن خاف